

# جوابِ آں غزل

خلافتِ معاویہ و یزید پر تحقیقی نظر

جناب ڈاکٹر سید رضوان علی صاحب

ڈاکٹر سید رضوان علی صاحب کا ایک اچھا مضمون ترجمان القرآن ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا جس میں ایک اور صاحب (کرماتی صاحب) کے شائع شدہ مضمون کے جواب میں ثابت کیا گیا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت حدیثِ صحیحہ، تاریخ و سیر اور علمائے اُمت کے اجماع کی روش سے جناب ابوطالب نے کی تھی۔ اس پر نہ معلوم کئی جناب احمد نور صاحب نے سید رضوان علی صاحب کو ایک معترضانہ خط لکھا۔ اس سے فائدہ یہ ہوا کہ سید رضوان علی صاحب نے اپنے وسیع تاریخی مطالعہ، اپنے دینی تفکر اور پورے جوشِ تحریر کے ساتھ جواب لکھا جس میں بڑی مفید معلومات ہیں۔ یہ تحریر تقاریر کی خدمت میں حاضر ہے۔ اس سلسلے میں بیکار کی بحثا بحثی ہم جاری نہیں رکھنا چاہتے۔ (منہ - ص)

محترمی جناب احمد نور صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا طویل مکتوب مورخہ ۲ جنوری مجھے بروقت ملا تھا، مگر معاف کیجیے میں ایک کام میں مصروف تھا۔ بروقت جواب دے سکا۔ اب یہ فریضہ ادا کر رہا ہوں۔

آپ کافی معمر اور بزرگ آدمی ہیں۔ اپنا کوئی خاص تعارف آپ نے نہیں کرایا صرف عمر ۴۲ سال لکھی ہے، اور مجھے بھی آپ اچھی طرح سے نہیں جانتے۔ آپ نے میرا

ترجمان القرآن میں شائع شدہ مضمون ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کس نے کی ابو طالب نے یا زبیر بن عبدالمطلب نے؟“ غالباً غور سے نہیں پڑھا۔ اور اس پر کافی طویل خط ۶ صفحوں کا تنقید و نصیحت میں لکھ دیا۔ بہر حال میں نے آپ کے مشورہ پر عمل کیا اور محمود احمد عباسی کی ”خلافت معاویہ و یزید“ ایک صاحب سے لے کر تفصیل سے مطالعہ کی۔ اور مجھے یہاں بھی علمی بددیانتی نظر آئی۔ جس کا شکوہ اپنے مضمون میں میں نے کر مانی صاحب پر تنقید کرتے ہوئے کیا تھا، یعنی اس میں بھی صرف ”لا تقبلوا الصلوٰۃ“ لکھا گیا ہے اور ”وَأَنْتُمْ سَكَارَى“ کو بالکل حذف کر دینے والی بات ہے۔ یہ میں نے تمثیلاً عرض کیا ہے، بڑی ہی غیر علمی اور بیہودہ کتاب ہے۔ میں نے اس موضوع پر اپنی لائبریری میں سے پچیس تیس کتابیں اس درمیان میں مطالعہ کی ہیں۔ اور ان شاء اللہ اس پر ایک مفصل تنقید لکھوں گا۔

آپ کو غالباً معلوم نہیں ہے کہ میں نے دمشق یونیورسٹی میں پڑھا ہے اور کیمبرج سے پی۔ ایچ۔ ڈی کے بعد ۲ سال تک عرب یونیورسٹیوں میں اسلامی تاریخ پڑھاٹی ہے۔ آپ نے جس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔ یہ میرا پیشہ ہے۔ میرے مآخذ اصلی عربی زبان میں ہیں۔ آپ شاید اصل مراجع کو نہ دیکھ سکے ہوں۔ اس لیے آپ اور کئی اصحاب محدثین کے عربی حوالوں اور اقتباسات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس بندہ خدا نے تو کہیں کہیں صحیح ترجمہ بھی نہیں کیا۔ میں نے تو عربوں کی عربی زبان درست کی ہے اور خود میری عربی زبان میں چھ تصانیف ہیں۔ تاریخ و سیر پر میرا مآخذ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ نہیں۔ میں ان تمام امور کو ان کی کتاب سے پہلے سے جانتا ہوں بلکہ میرے پاس بعض وہ مآخذ ہیں جن کا مولانا نے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ مؤرخ نہیں تھے، بلکہ ایک انتہائی گہری نظر رکھنے والے مخلص عالم اور داعی تھے۔ ان کی کتاب میں نے پہلے عربی ترجمہ میں اور پھر اردو میں پڑھی تھی۔ اور میری نظر میں اس کی بڑی قدر ہے۔ مولانا مرحوم نے امیر معاویہؓ کے خلاف جو بعض شواہد پیش کیے ہیں، میرے پاس اس سے زیادہ معتبر اور اہم شواہد ہیں، مگر میں امیر معاویہؓ کا

صحابی ہونے کی وجہ سے احترام کرتا ہوں۔ اگرچہ ان کا درجہ کبار صحابہ کے برابر نہیں۔  
 جہاں تک شیعہ فرقہ کی ریشہ دوانیوں کا تعلق ہے۔ اس کا مجھے بخوبی علم ہے۔ ایک  
 نجدی طالب علم نے ریاض کی اسلامی یونیورسٹی میں میری زیر نگرانی عبداللہ بن سبار  
 پر ایم۔ فل (M. PHIL) کا (THESIS) لکھا تھا عربی زبان میں، سو مجھے آپ  
 کیا روافض کی ریشہ دوانیوں کا حال بتاتے ہیں۔ میں آپ کو اس موضوع پر دسیوں کتابوں  
 کا نام بتا سکتا ہوں، مگر عربی میں۔

آپ کا عباسی کی کتاب کا تاثر "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں" میرے  
 نزدیک یہ ہے کہ "اور جہاں" تو ہیں مگر یہ تاریک ہیں۔ دیکھیے میرے بزرگ (میری عمر  
 بھی ۶۱ سال کی ہے) اہل سنت والجماعت کے معتقدات پر قائم رہنے میں ہی فلاح  
 مضمر ہے۔ شیعہ فرقہ (جن میں کے بعض غالی فرقے) قدیم علمائے اہل سنت جیسے امام  
 ابوالحسن علی الاشعری، عبدالقاسم بغدادی، امام ابن حزم وغیرہ کے نزدیک مسلمان نہیں۔  
 ابھی میں سے قرامطہ اور آغا خانی بھی ہیں۔ جن کے سر شاہ سلطان محمد آغا خاں کی آپسے  
 عباسی صاحب نے بڑی تعریف کی ہے۔ اور جس کو میں نے ذاتی طور پر اس کی بیگم حسینہ عالم  
 کے ساتھ قاہرہ میں ۱۹۵۴ء میں انڈین سفارت خانہ کی پارٹی میں دیکھا تھا۔ جی تو اس  
 شیعہ فرقے سے بدتر خوارج رہے ہیں جن کی مذمت احادیث صحیحہ میں آئی ہے اور ان  
 سے قتال کی ہدایت ہے، اُن کے بعض فرقے بھی صلحائے اُمت نے کافر قرار دیے  
 ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے تھے، ان کے بیوی بچوں کو  
 غلام بناتے تھے اور ان کی مساجد کو اُصطل۔ آپ نے ان میں سے ازارقہ اور صفریہ  
 کے بارے میں کچھ پڑھا ہے؟ اور ان میں سے ایک بذات عبدالرحمن بن ملجم مرادی  
 نے سیدنا علی کو قتل کیا۔ ان کو اہل بیت النبی علیہ السلام سے بغض و کدورت تھی۔ یہی  
 میں نے عباسی کی کتاب میں دیکھا۔

غضب یہ ہے کہ اُس نے مشہور مفتخر، محدث، فقیہ اور مؤرخ امام محمد بن جریر البزری  
 کو بار بار شیعہ لکھا ہے۔ قیامت کے روز ان متقی اور صالح عالم بے مثال کا لہو ہوا گا اور

اس کا دامن۔ آج کل میں سب سے پہلے اسی پر ایک مضمون لکھ رہے ہوں۔ ۱۳ صفحات ہو چکے ہیں۔ خیال کیجئے کہ جو عالم حدیث کی کتاب ”مسند ابی بکرؓ“ اور ”مسند عمرؓ“ لکھتے وہ شیعہ ہو سکتا ہے؟ ان کی حدیث میں بے نظیر کتاب ”تہذیب الآثار“ کے چار اجزاء مسند عمرؓ، مسند علیؓ، مسند ابن عباسؓ، امام محمدؓ، یونیورسٹی، ریاض کی طرف سے چھپ چکے ہیں اور میری تبریزی میں ہیں۔ قدیم مصنفوں اور محدثین جیسے امام بزنانی اور امام ابن کثیر وغیرہ نے ان کی اس کتاب کی بہت تعریف کی ہے۔ اور پھر مشہور مفسر اور حافظ حدیث اپنی تفسیر ابن کثیر میں برابر طبری کی تفسیر سے اقوال نقل کرتے ہیں، اور پھر جس مورخ نے اپنے قدیم وطن طبرستان میں شیعوں کی ریشہ و انبیاں اور سب صحابہ کو دیکھا تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فضائل میں کتابیں لکھیں اور وہ مار کھاتے کھاتے بچے، اُن ہی کو یہ بد بخت عباسی شیعہ کہے اور بے لکان، جناب نور احمد صاحب، امام طبرؓ کی تفسیر کو امام ابن تیمیہؒ نے سب سے صحیح اور بہتر تفسیر قرار دیا ہے۔ کیا امام ابن تیمیہؒ بھی شیعہ تھے اور اس تفسیر کو مصر کے ایک سلفی عالم نے ایڈٹ کر کے حال میں بیس جلدوں میں چھپا پا ہے۔ یہ ہے آپ کے عباسی صاحب کا مبلغ علم۔ کیا آپ امام بخاریؓ کے استاد محدث و مورخ خلیف بن خیاط کو جانتے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۰ھ میں ہوا۔ اور صحیح البخاری میں ان سے احادیث مروی ہیں۔ اسلام آباد کی اسلامک یونیورسٹی میں شاید یہ کتاب موجود ہو۔ وہاں جا کر اس میں ”بیعت یزید“ کا قصہ انتہائی موثوق سند کے ساتھ پڑھیے (ص ۲۱۳ — ۲۱۴) یا کسی سے ترجمہ کر اگر سنیے، آپ حیران ہو جائیں گے کہ امیر معاویہؓ نے کس طرح تلواروں کے سایہ میں عبداللہ بن زبیرؓ، سیدنا حسینؓ اور عبداللہ بن عباسؓ و عبداللہ بن ابی بکرؓ کی مرضی کے خلاف ان کی بیعت کا اعلان کر دیا تھا۔ اور انہوں نے اس طرح ملوکیت کی بنیاد رکھ دی تھی۔ — بیچارہ طبری نے تو اس روایت کو اس تفصیل سے ذکر بھی نہیں کیا ہے۔

اور پھر آپ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان پڑھیے کہ ان کو امیر معاویہؓ نے رشوت میں ایک لاکھ درہم بھیجے کہ وہ یزید کی بیعت ان کی زندگی میں کر لیں مگر وہ تیار نہ ہوئے کہ یہ صحیح نہیں ہے یا تو قم خلافت چھوڑ دیا تمہاری خلافت کے بعد یہ بات ہوگی۔ انہیں

بخاری کے شیخ محدث نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے امیر معاویہ سے کہا کہ تم سے پہلے بھی خلفائے اُن کے بیٹے بھی تھے اور تمہارا بیٹا ان کے بیٹوں سے بہتر نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو ولی عہد نہیں بنایا، تم کیسے بنا۔ تے ہو؟ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے بھی یہی کہا تھا کہ خلافت کا مسئلہ تم کو مسلمانوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ بلکہ معاویہؓ کو دھکی بھی دی تھی۔ کہ اگر تم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی تو ہم تمہارے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ لشکر کی بات ہے، لیکن ان کا لشکر میں انتقال ہو گیا تھا۔ طبری میں امیر معاویہ کی بیعت یزید کا واقعہ غلطی سے لشکر میں راجع ہو گیا ہے۔ اسی کو عباسی لے اڑا ہے، اس نے تاریخ میں خلیفہ بن خیاط کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ اگرچہ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۶ء میں عراق سے چھپ گیا تھا۔ اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۷ء میں بیروت سے چھپا تھا۔

اور جناب نور احمد صاحب! آپ کتب حدیث میں بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ میں اہل بیت حضرت علیؓ، سیدنا حسنؓ و حسینؓ کی منقبت میں صحیح احادیث دیکھیں، کہیں ایک حدیث بھی آپ کو یزید تو کیا حضرت معاویہ کی منقبت میں نظر نہیں آئے گی۔ جو احادیث بیان بھی کی جاتی ہیں، اُن کی تنقید مشہور محدث امام ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب "العلل المتناہیة فی الاحادیث الواہیة" کی جلد دوم میں کی ہے، یہ سب ضعیف احادیث ہیں۔ یہ کتاب فیصل آباد سے چھپی ہے۔

اور پھر آپ قرآن کریم پر تو ایمان رکھتے ہیں، اس میں صحابہ میں سے المسالیقون الاولون من المهاجرین والانصار کی تعریف اور بیعت رضوان والے صحابہ کی تعریف آئی ہے۔ کیا امیر معاویہ اس میں شامل ہیں؟ وہ تو فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف دو سال قبل ایمان لائے تھے، وہ کہاں حضرت علیؓ کے برابر ہو سکتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ علیؓ کے مقابلہ میں معاویہ غلطی پر تھے۔

اور کیا آپ جانتے ہیں کہ شیعوں کے سب سے بڑے مخالف شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے معاویہ و یزید کے بارے میں اپنے فتاویٰ (جلد ۳ طبقہ ریاض) میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے لکھا ہے کہ معاویہ اسلام سے پہلے بادشاہ تھے، یزید کے بارہ میں تو انہوں نے صفائی سے لکھا ہے کہ جیسے بہت سے شہزادے گزرے ہیں وہ بھی ایک شہزادہ تھا۔ اس میں بہت سی بُرائیاں بھی تھیں اور اچھائیاں بھی۔ اور پھر انہوں نے اپنے فتاویٰ کی اسی جلد میں ص ۴۸۱ سے ۴۸۸ تک بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”یزید صالحین میں سے نہ تھا اور اگر ادب کا ایک فرقہ جو ایسا سمجھتا ہے وہ گمراہ ہے۔“ اور پھر انہوں نے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول اپنے بیٹے صالح کے جواب میں نقل کیا ہے کہ ”کوئی آدمی بھی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے کیا وہ یزید سے محبت رکھ سکتا ہے؟ اس پر ان کے بیٹے نے کہا کہ ”بابا پھر آپ اُس پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے؟ تو امام احمد بن حنبلؒ نے جواب دیا، ”کب تم نے اپنے باپ کو دیکھا ہے کہ وہ کسی پر لعنت بھیجتا ہے۔“ عباسی نے غلط لکھا ہے، یزید سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی نفی کی ہے۔

پھر انہوں نے ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ ”اس سے محبت کرنا جائز نہیں۔ اس کے ظلم اور فسق کی وجہ سے، اس نے سیدنا حسینؑ کے ساتھ اور جو واقعہ حرہ میں کیا اس کی وجہ سے۔“ اور پھر مزید کہتے ہیں کہ نہ تو ہم اُس کو گالی دیتے ہیں اور نہ اُس سے محبت کرتے ہیں۔ محبت اس لیے نہیں کرنے کہ وہ صالح آدمی نہیں تھا کہ اس سے محبت کریں۔ اور گالی ہم کسی بھی مسلمان کو نام لے کر نہیں دیتے ہیں۔ اور ہم جب ظالمین کا جیسے حجاج وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں تو جو قرآن کریم نے بتایا ہے وہ کہتے ہیں۔ لا لعنة الله على الظالمين۔ ہم اس پر لعنت نہیں بھیجتے لیکن بعض علماء نے لعنت کی ہے۔ اور یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔ بہر حال جس نے سیدنا حسینؑ کو قتل کیا، یا ان کے قتل میں مدد کی یا اس پر راضی ہوا تو اُس پر اللہ کی، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔“ اور پھر انہوں نے اہل بیت کی محبت کو فرض بتایا ہے۔

یہ ہیں آپ کے عباسی کے ممدوح معاویہ و یزید کے بارے ”منہاج السنہ“ کے

مصنف امام ابن تیمیہ کے خیالات جو شیعوں کے سخت مخالف تھے۔ اور عباسی نے تو اپنی کتاب میں بہت سے جھوٹے حوالے دیئے ہیں۔ المبدایۃ والنہایۃ کے مصنف مفسر و محدث و مؤرخ یزید کو صراحتاً فاسق لکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف اُس نے کسی ایک مصنف کی رائے نقل کر دی ہے۔ جس کا ذکر ابن کثیر نے کیا ہے لیکن اس سے اتفاق نہیں کیا ہے۔ غلط لکھ دیا ہے کہ مزید تین سال متواتر حج کیے۔ ۵۲ھ اور ۵۳ھ اور ۵۴ھ ابن کثیر میں یہ ایک روایت ہے، بس، لیکن خود انہوں نے اور دوسرے ثقہ مؤرخین یزید کے خلافت سے پہلے صرف ایک حج کا ذکر کیا ہے۔ جس کے سنین میں اختلاف ہے۔ لیکن اغلب رائے یہ ہے کہ یہ ۵۴ھ میں تھا، کیونکہ امیر معاویہ چاہتے تھے کہ یزید کو امت اسلامیہ کے سامنے اس طرح پروجیکٹ کریں، تاکہ بیعت کی جاسکے۔ اسی طرح بزور اس کو جہاد قسطنطنیہ پر روانہ کیا۔ ورنہ وہ نہیں چاہتا تھا، جیسا کہ بلاذری کی انساب الاشراف ہی میں تفصیل سے ذکر ہے جو بیت المقدس میں چھپی تھی۔ ۵۳۹ھ۔ اور میری لائبریری میں ہے۔

آپ نے یہ غلط لکھا، غالباً عباسی کی رائے سے متاثر ہو کر کہ سید حسین کو ان کے سوتیلے بھائی محمد بن الحنفیہ نے اس قدام سے منع کیا تھا۔ انہوں نے صرف یہ کہا کہ آپ یزید کے مقابلہ کی تیاری کے لیے کسی اور جگہ میں وغیرہ جائیں۔ پھر محمد بن حنفیہ اس عزیمت و مقام کے آدمی نہ تھے جس مرتبہ کے سیدنا حسینؑ تھے۔ جن کے بارہ کے صحیح حدیث ہے: ”الحسن والحسین سیدا شباب اصل الجنتہ“ (ترذی وغیرہ) اور صحیح حدیث ہے: ”الحسین منی وانا من الحسین“ آپ نے یہ بھی غلط لکھا ہے کہ سیدنا حسینؑ کے ساتھ کوئی صحابی نہ تھا، وہ خود صحابی تھے۔ اور ان کے ساتھ صحابہ میں سے سلیمان بن عمرو وغیرہ تھے۔

ذوالفقار علی بھٹو اور شہید ضیاء الحق کے حوالہ سے اسلامی تاریخ میں ابہام کی مثال بھی آپ نے غلط دی ہے۔ تاریخ کی اصلیت کبھی گم نہیں ہوتی ہے۔ سقوطِ دھاک کے بارے میں بھٹو کا کہ دار ”ادھر ہم ادھر تم“ اور ڈھاکہ اسمبلی میں جو جائے گا اس

کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ اس کے اقوال روز روشن کی طرح ہیں۔ پیپلز پارٹی کے لوگ اُس کے الفاظ کو تاریخ سے مٹا نہیں سکتے۔ جس انسان کو کسی ملک کی سول اعلیٰ عدالت بلکہ دو عدالتیں قتل کے الزام میں پچھانسی کا حکم دیں، اسلام کی تہ سے وہ شہید نہیں ہو سکتا۔ ہاں کسی ناگہانی حادثہ میں جو مر جائے اور وہ پابند اسلام ہو تو اُس کو حدیث نبوی کے مطابق شہید کہنا درست ہے۔ پھر یہ کہ تاریخ نے، موافقانہ یا معاندانہ، یہ کبھی نہ کہا کہ ضیاء الحق مرحوم شراب و زنا کے رسیا تھے، یہی کہا کہ وہ پابند صوم و صلوٰۃ اور پرہیزگار آدمی تھے۔ عجب کہ دوسرے انسان کی شراب خواری کو سب جانتے ہیں، کسی نے نہیں کہا کہ وہ صالح آدمی تھا۔

جہاں تک کہ ”امر“ کہنے کی بات ہے تو یہ اسلام کی بات کرنے والوں کو زیب نہیں دیتا، افلاطونی جمہوریت کی دعوت اسلام نے کبھی نہیں دی ہے، لادین مغربی جمہوریت والے تو خلفائے راشین کو بھی آمر کہہ سکتے ہیں۔ آمریت کے سامنے وراثتی ملوکیت کا رواج امیر معاویہؓ نے دیا جس کے بارے میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں اور یہی بات ابن خلدون نے بھی لکھی ہے۔ اسلام مشاورت کا قائل ہے جو خلفائے راشدین کرتے تھے۔

کہاں تک آپ کو لکھوں خیالات کا ایک طوفان ہے۔ ایک صحیح حدیث آپ کو لکھ دوں جو ترمذی، ابوداؤد، مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ میں ہے۔ ”الخلافت ثلاثون سنة وبعده یكون ملکا“ یہ تیس سال سیدنا حسن کی چھ ماہ کی خلافت پر پورے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد ملوکیت شروع ہو جاتی ہے۔ صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ یہ بھی تو غور کیجیے کہ واقعہ حرہ میں یزید کے حکم سے کس طرح تین دن تک بے دردی سے قتل عام کیا گیا۔ انصار و مہاجرین اور ان کی اولاد کو یزید کے غلاموں کی حیثیت سے بیعت پر مجبور کیا گیا۔ متقدم صحابہ کو شہید کیا گیا۔ یہ واقعہ شیعوں نے نہیں امام بخاری کے استاذ اور ثقہ محدث و مورخ نے صحیح اسناد کے ساتھ اپنی تاریخ خلیفہ بن خباط میں لکھا ہے۔ اس میں ساڑھے تین ہزار

آپ چاہیں تو عربی میں اچھی کتابوں کے نام آپ کو بتاؤں، بہر حال شاہ ولی اللہ صاحب، شیخ محمد دالہ ثانی، مولانا مختار نووی (اشرف علی)، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، سید سلیمان ندوی اور ایسے ہی محققین کی کتابیں پڑھیے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم (باقی پر صفحہ ۴۱)